

امام حسن کے واقعات بھی واقعات کربلا سے کچھ کم نہیں

<"xml encoding="UTF-8?>

مندرجہ بالا جملہ جب سے میں نے ایک عالم دین کی کتاب میں پڑھا تو ایک لگن پیدا ہو گئی کہ میں بھی امام کے بارے میں کچھ معلومات جمع کر کے مومنین کے بچوں کے لئے پیش کروں۔ آپؐ کے تمام اقدامات خواہ کسی صورت کے ہوں بالکل اسی طرح واجب الاحترام اور مطابق عقل و شرع ہیں جس طرح امام حسینؐ کے تمام اعمال و افعال میزان عقل و شرع میں نہایت موزوں اور قابل تعریف ہیں۔ صلح حسن نے دراصل امام حسین کی آئے والی قربانی اور ذبح عظیم کی گھری تاثیر کی داغ بیل ڈالی۔ چنانچہ جب حسینؐ مظلوم کی شہادت عظمی کا امام حسنؐ کی شہادت کے دس سال بعد وقت آگیا تو امام حسین نے بڑی آن بان سے اس امتحان میں کامیابی حاصل کرلی تو اس درخت میں ثمر آیا جو امام حسن نے لگایا تھا۔ اور اسلام کے بھیس میاسلام کشی کا جو بہوت بنایا گیا تھا اس کا پرده چاک ہو گیا۔ اور دنیا والوں نے دیکھ لیا کہ محمد اور آل محمدؐ کیا چاہتے ہیں اور سلطنتوں کا بہاؤ نہ کس طرف تھا۔

امام حسنؐ کی صلح شیعہ حضرات کے نزدیک کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں۔ وہ انہیں امام۔ جانشین رسول۔ صاحب اعجاز۔ علم وہی کے مالک مانتے ہیں۔ ایک بڑھ عالم دین سے ان کے شاگردوں نے پوچھا کہ حسنؐ اور حسینؐ کی طرز زندگی بالکل مختلف بتائی جاتی ایک نے صلح اختیار کی اور دوسرے نے جنگ۔ وہ بزرگ ایک موٹی سی چادر لے کر دریا پر گئے اور اس کو دریا کے پانی میں خوب اچھی طرح سے ڈبویا۔ اس کے بعد چونکہ پانی کے وزن سے چادر بہت بھاری ہو گئی تھی لہذا ایک شاگرد کو ایک سرا پکڑوایا اور خود دوسرा سرا پکڑا اور کھا اسے نچوڑو۔ اب شاگر د ہاتھ دائیں طرف گھما کر پانی نچوڑ رہا تھا اور قبلہ کا ہاتھ ادبر سے اگر دیکھا جائے تو مخالف سمت میں چل رہا تھا تاکہ پانی نچوڑتا رہے۔ جب چادر کا پانی نکل گیا تو مولانا نے شاگردوں سے پوچھا۔ کیا بات تم لوگوں کی سمجھ میں آئی۔ دیکھو چادر کو سکھانے کے لئے ایک کا ہاتھ CLOCKWISE اور دوسری سمت والی کا اس کی مخالف سمت میں چل رہا ہے مگر مقصد دونوں کا ایک ہی ہے کہ کپڑے سے پانی نکال دیا جائے۔ اسی طرح سے دونوں شہزادوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ نانا کے دین اسلام کو کسی طرح سے بچا لیا جائے۔ ایک نے صلح کا طریقہ استعمال کیا دوسرے نے کربلا میں روز عاشورہ جنگ کر کے اور قربانیاں دے کر اسلام کو بچایا۔ اور حسینؐ بھی بھائی حسنؐ کی ۵ویں بھری میں شہادت کے بعد ۱۰ سال تک صبر کا مظاہرہ کرتے رہے۔

بحکم حق کہیں پر صلح کر لیتے ہیں دشمن سے کہیں پر جنگ خاموشی جواب جنگ ہوتی ہے زمانہ یہ سبق لے فاطمہؐ کے دل کے ٹکڑوں سے کہاں پر صلح ہوتی ہے کہاں پر جنگ ہوتی ہے امام حسنؐ ایک ایسے ہادی اور رینما تھے کہ جنہوں نے بچپن ہی سے دین کی تبلیغ اور رینمائی کا کام شروع کر دیا تھا۔ آپ نے ایسے کاربائی نمایاں انجام دئیے کہ سرکار رسالت کو گود میں لے کر کہنا پڑا کہ یہ دونوں میرے فرزند امام ہیں چاہے کھڑے رہیں یا بیٹھ جائیں۔ یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں اور ان سے بھی افضل ہے۔ اب اگر امت کے بوڑھے بھی جنت میں جانے کے خواہش مند ہوں گے تو ان کو ان شہزادوں کو جنت کا سردار ماننا پڑے گا اور ان کے بابا کو افضل ماننا پڑے گا۔ جنت ان کے قبضے میں ہے اور کوثر ان کے باب کے قبضے میں ہے۔ ان کی ماں خاتون جنت ہے۔ ان سے واسطہ رکھنا ہی پڑے گا۔ جب ہی تو اصحاب کبار اپنے بچوں کی

شکایت کے جواب میں کہا کرتے تھے کہ اگر حسنؐ ابن علیؐ تم کو غلام زادہ کہتے ہیں تو ان سے لکھوا لاو ن۔ ہم ان کے غلام بن کر جنت میں چلے جائیں گے۔

شہزادہ عصلح و امن۔ سردار جوانان جنت۔ سبط رسول۔ جان بتوں۔ علیؐ کا لادلا۔ امام امت ۵۱ رمضان ۳ ہجری کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ ۷ سال رسول کے زیر سایہ گزارا۔ نانا کے بعد ۹۰ دن یا ۵۷ دن خاتون جنت کا ساتھ ریا۔ مان کے بعد ۳۰ سال کا عرصہ بابا علیؐ مرتضی کے ساتھ گزارا۔ سنہ ۴۰ ہجری میں باپ کی شہادت کے بعد دس سال تک بیٹھ کر دین اسلام کی خدمت کی۔ جن میں آپ کے چھوٹے بھائی امام حسینؐ شریک کار رہے۔ ۷۲ سال کی عمر میم معاویہ ابن سفیان نے جعده بنت اشعت کے ذریعے زبر دے کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کی تاریخ وہ ہے جو نانا رسول خدا کی تھی یعنی ۸۲ صفر ۵ ہجری۔

رسولؐ نے اپنے قول و فعل سے امام حسنؐ کے فضائل بیان کئے ہیں۔ نواسہ مسجد میں آجائے تو منبر سے اتر کر گودی میں بٹھا لیا کرتے تھے۔ سجدت میں آجائے تو سر نہ اٹھاتے تھے۔ عید کا دن تھا تو کاندھے پر بٹھا کر ناقہ بن گئے۔ مباہلے کا دن آیا تو انگلی پکڑ کر لے چلے۔ تطہیر کی منزل آئی تو گلے سے لگا کر ضعف رسالت کو قوت میں تبدیل کر دیا۔ عید کا دن آیا تو بیٹی زیراؐ کی دلیل پر بیٹھ کر امام حسنؐ کے دین اقدس کے بوسے لئے۔ اور ہر نی کا بچہ آیا تو اسے شہزادے کے حوالے کر دیا۔

امیر امومنینؐ علیؐ ابن ابی طالبؐ کے زمانے میں بھی اگر کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو آپؐ امام حسنؐ سے ہی جواب دلواتے تھے۔ سب ہی کی کتابوں میں سے کہ امام حسنؐ گھوارہ سے ہی لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

امام حسنؐ کے کردار پر نظر کی جائے تو اخلاق میں نبی کا انداز نظر آتا ہے۔ کردار میں علیؐ کا انداز۔ شجاعت میں ہاشمؐ کا جلال۔ استقلال میں ابو طالبؐ کے تیور۔ ایمان و یقین میں عبداللطیبؐ کا نقشہ۔ خاندان کی عزت۔ بزرگوں کی یادگار۔ مذہب کا ذمہ دار۔ اسلام کا خطیب۔ صلح کا نقیب۔ قرآن کامفسر۔ امت کا مصلح۔ کعبہ کا محافظ۔ اور سیرت رسول کا ایسا ورثہ دار کہ ہجوم، مصائب میں طعن و طنز کے باوجود حدیبیہ کی تاریخ دبرا کر صلح کر لی اور اسلام کو ایک بڑھ خطرے سے بچالیا۔ قدرت کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ دونوں کی تاریخ وفات کو ایک کر دیا۔ یعنی ۸۲ صفر۔ جس تاریخ کو پہلا مصلح دنیا سے کیا تھا اسی تاریخ کو دوسرا شہزادہ صلح بھی دنیا سے رخصت ہوا۔

قرآن مجید کی آیتیں اور مرسلا اعظم کے ارشادات امام حسن کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ آیہ تطہیر عصمت کا اعلان کر رہی ہے۔ آیت مباہلہ صداقت کا اعلان کر رہی ہے۔ آیت صلح کردار پر روشنی ڈال رہی ہے۔ اور سورہ دہ آپ کی سخاوت کا قصیدہ پڑھ رہی ہے۔ امام حسن امام معصوم ہیں ان کا ہر قول و فعل، حرکت و سکون میزان عصمت میں تلا ہوا ہے۔ اور اعتراض سے بالا تر ہے۔ مستحق اتباع و تحسین ہے ممکن ہے کہ ہماری سمجھ میں کسی فعل کی مصلحت نہ آتی ہو۔

آئمہ علیہم السلام کے علم اللہ کے خاص عطا کردہ تھے انہوں نے کسی اسکول میں نہیں پڑھا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ روم نے حاکم، شام سے دو سوال کے جواب مانگے تھے وہ عاجز آگیا تو اس نے مسئلے کو امام حسنؐ کے سامنے پیش کیا اور آپ نے بتا دیا کہ زمین پر وہ جگہ جو آسمان کے ٹھیک وسط میں واقع ہے وہ پشت خانہ ہے۔ اور زمین کا وہ خطہ جس پر سورج کی روشنی صرف ایک بار پڑی وہ نیل کی گھرائی ہے جس پر ایک دفعہ حضرت موسیؐ کے گزرتے ہوئے سورج کی روشنی پڑی تھی اور اس کے بعد پھر دریا حائل ہو گیا۔

امام حسنؐ کا دستر خوان مدینہ منورہ میں بہت مشہور تھا۔ ایک شخص مہمان آیا اور جب وہ کہانے بیٹھا تو

ایک لقمہ کھاتا تھا اور ایک لقمہ بچا کر رکھ لیتا تھا۔ امام نے فرمایا تو صاحب عیال ہے؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ میں نے مسجد میں ایک شخص کو جو کی سوکھی روٹیاں کھاتے دیکھا ہے چاہتا ہوں کہ اس کی بھی کچھ مدد کر دوں۔ امام نے فرمایا۔ بھئی وہ میرے با با علیؑ مرتضیے ہیں۔ ان کی زندگی کا یہی معمول ہے۔ ہم اہل بیت جو دنیا کو کھلاتے ہیں وہ اور ہوتا ہے اور جس پر خود اپنی زندگی گزارتے ہیں وہ اور ہوتا ہے۔ بمارتے لئے نعمتوں کا دسترخوان اللہ نے آخرت میں بچھایا ہے۔

ایک دفعہ معاویہ نے مدینہ آکر اعلان کیا کہ لوگ بادشاہ کو آکر سلام کریں اور بادشاہ سب کو انعام و اکرام تقسیم کرے گا۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ کو اس کے کارندھے مجبور کر کے اس کے پاس لے آئے۔ امام حسن جب پہنچے تو اس نے ارکان سلطنت سے کہا کہ حسن اس لئے دیر سے آئے ہیں کہ میرا خزانہ ختم ہو جائے۔ لہذا میں نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ صبح سے سارا دن جتنا مال، سارا اہل مدینہ کو انعام دیا ہے اس سے زیادہ ان کو دوں۔ یہ کہہ کر اس نے خزانہ منگوایا اور کہا یہ آپ کا حصہ ہے۔ امام جب جانے لگے تو معاویہ کے ایک ملازم نے آپ کی جو تیار سیدھی کر دیں۔ مولا نے حکم دیا کہ یہ سب دولت میری جو تیار سیدھی کرنے کے عوض اس ملازم کو دے دی جائے۔ مولا کی سخاوت پر حضرت معاویہ کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

شہادت امام حسن

امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ امام حسن اپنے اہل بیت سے فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی زبر سے اسی طرح شہید کیا جاوے گا جس طرح رسولؐ خدا۔ لوگوں نے پوچھا ایسا کام کون کرے گا۔ آپ نے فرمایا میری زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس۔ معاویہ اس کے پاس پوشیدہ طریقے سے زبر بھجوائے گا اور حکم دے گا کہ وہ مجھ کو کھلا دے۔۔۔۔۔ (جلاء العيون۔ قطب راوندی)۔۔۔ جعدہ سے یہ معاویہ نے وعدہ کیا تھا کہ تجھ کو ایک لاکھ دریم دوں گا اور اپنے بیٹے یزید سے تیری شادی کر دوں گا۔ (مروجالذہب مسعودی)

معاویہ نے امام حسنؑ کو زبر دینے کے بعد علی الاعلان خوشی منائی اور آواز تکبیر بلند کی۔ امام کا جنازہ جب قبر رسولؐ پر لے گئے تو انتہائی دردناک منظر پیش آیا جس پر مومنین قیامت تک روئیں گے۔ بلکہ انسانیت ماتم کرتے گی۔ مردہ جسم پر تیروں کی بارش کی گئی حتی کہ میت کے جسم سے متعدد تیر نکالے گئے۔ امام کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن نہیں کرنے دیا گیا۔ اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔